ٱلۡمُلۡك Al-Mulk

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

The Surah takes its name *al-Mulk* from the very first sentence.

Period of Revelation

It could not be known from any authentic tradition when this Surah was revealed, but the subject matter and the style indicate that it is one of the earliest Surahs to be revealed at Makkah.

Theme and Subject Matter

In this surah, on the one hand, the teachings of Islam have

been introduced briefly, and, on the other, the people living in heedlessness have been aroused from their slumber in a most effective way. A characteristic of the earliest Surahs of the Makkan period is that they present the entire teachings of Islam and the object of the Holy Prophet's mission, not in detail, but briefly, so that they are assimilated by the people easily. Moreover, they are particularly directed to make the people shun heedlessness, to make them think, and to arouse their dormant conscience.

In the first five verses man has been made to realize that the universe in which he lives is a most well organized and fortified kingdom in which he cannot detect any fault, any weakness or flaw, however hard he may try to probe. This kingdom has been brought from nothing into existence by Allah Almighty Himself and all the powers of controlling, administering and ruling it are also entirely in Allah's hand and His power is infinite. Besides, man has also been told that in this wise system he has not been created without a purpose, but he has been sent here for a test and in this test he can succeed only by his righteous deeds and conduct.

In verses 6-11, dreadful consequences of disbelief which will appear in the Hereafter have been mentioned, and the people have been told that Allah, by sending His Prophets, has warned them of these consequences in this very world, as if to say: Now, if you do not believe in what the Prophets say and correct your attitude and behavior accordingly, in the Hereafter you will yourself have to admit that you really deserved the punishment that was being meted out to you.

In verses 12-l4, the truth that has been impressed on the minds is that the Creator cannot be unaware of His creation, as if to say: He is aware of each open and hidden secret of yours, even of the innermost ideas of your hearts. Hence, the right basis of morality is that man should avoid evil, fearing the accountability of the unseen God, whether in the world there is a power to take him to task for this or not, and whether in the world there is a possibility of being harmed by such a power or not. Those who adopt such a conduct in the world alone will deserve forgiveness and a rich reward in the Hereafter.

In verses 15-23, making allusions, one after the other to those common truths of daily occurrence, which man does not regard as worthy of much attention, he has been invited to consider them seriously. It has been said: Look: the earth on which you move about with full satisfaction and peace of mind, and from which you obtain your sustenance has been subdued for you by Allah; otherwise this earth might at any time start shaking suddenly so as to cause your destruction, or a typhoon might occur, which may annihilate you completely. Look at the birds that fly above you; it is only Allah Who is sustaining them in the air. Look at your own means and resources, if Allah wills to inflict you with a scourge, none can save you from it. And if Allah wills to close the doors of sustenance on you, none can open them for you. These things are there to make you aware of the truth, but you see them like animals, which are unable to draw conclusions from observations, and you do not use your sight, hearing and minds which Allah has bestowed on

you as men. That is why you do not see the right way.

In verses 24-27, it has been said: You have to ultimately appear before your God in any case. It is not for the Prophet to tell you the exact time and date of the event. His only duty is to warn you beforehand of its inevitable occurrence. Today you do not listen to him and demand that he should cause the event to occur and appear prematurely before you; but when it does occur, and you see it with your own eyes, you will then be astounded. Then, it will be said to you: This is the very thing you were calling to be hastened.

In verses 28-29, replies have been given to what the disbelievers of Makkah said against the Prophet (peace be upon him) and his companions. They cursed the Prophet (peace be upon him) and prayed for his and the believers' destruction. To this it has been said: Whether those who call you to the right way are destroyed or shown mercy by Allah, how will their fate change your destiny? You should look after yourselves and consider who would save you if you were overtaken by the scourge of God. You regard those who believe in God and put their trust in Him as the misguided. A time will come when it will become evident as to who was misguided.

In conclusion, the people have been asked this question and left to ponder over it: If the water which has come out from the earth at some place in the desert or hill country of Arabia and upon which depends your whole life activity, should sink and vanish underground, who beside Allah can restore to you this life giving water.

نام

پہلے فقرے تبارک الذی بیدہ الملک کے لفظ الملک کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول

کسی معتبر روایت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کس زمانے میں نازل ہوئی ہے، مگر مضامین اور اندازِ بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکۂ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔

موضوع اور مضمون

اس میں ایک طرف مختصر طریقے سے اسلام کی تعلیمات کا تعارف کرایا گیا ہے اور دوسری طرف بڑے مؤثر انداز میں ان لوگوں کو چونکایا گیا ہے جو غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ مکۂ معظمہ کی ابتدائی سورتوں کی خصوصیت ہے کہ وہ اسلام کی ساری تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصدِ بعثت کو پیش کرتی ہیں، مگر تفصیل کے ساتھ نہیں بلکہ اختصار کے ساتھ، تاکہ وہ بتدریج لوگوں کے ذہن نشین ہوتی چلی جائیں۔ اس کے ساتھ ان میں زیادہ زور اس بات پر صرف کیا جاتا ہے کہ لوگوں کی غفلت دور کی جائے، ان کو سوچنے پر مجبور کیا جائے، اور ان کے سوئے ہوئے ضمیر کو بیدار کیا جائے۔

پہلی پانچ آیتوں میں انسان کو احساس دلایا گیا ہے کہ وہ جس کائنات میں رہتا ہے وہ ایک انتہائی منظم اور محکم سلطنت ہے جس میں ڈھونڈے سے بھی کوئی عیب یا نقص یا خلل تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلطنت کو عدم سے وجود میں بھی اللہ تعالیٰ ہی لایا ہے اور اس کی تدبیر و انتظام اور فرمانروائی کے تمام اختیارات بھی بالکلیہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور اس کی قدرت لا محدود ہے۔ اس کے ساتھ انسان کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس انتہائی حکیمانہ نظام میں وہ بے مقصد پیدا نہیں کر دیا گیا ہے بلکہ یہاں اسے امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے اور اس امتحان میں وہ اپنے حسن عمل ہی سے کامیاب ہو سکتا ہے۔

آیت 6 سے 11 تک کفر کے وہ ہولناک نتائج بیان کیے گئے ہیں جو آخرت میں نکلنے والے ہیں اور لوگوں کو بتایا

گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو بھیج کر تمہیں اس دنیا میں ان نتائج سے خبردار کر دیا ہے۔ اب اگر یہاں تم انبیاء کی بات مان کر اپنا رویہ درست نہ کرو گے تو آخرت میں تمہیں خود اعتراف کرنا پڑے گا کہ جو سزا تم کو دی جا رہی ہے فی الواقع تم اس کے مستحق ہو۔

آیت 12 سے 14 تک میں یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ خالق اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔ وہ تمہاری ہر کھلی اور چھپی بات، حتیٰ کہ تمہارے دل کے خیالات تک سے واقف ہے۔ لہٰذا اخلاق کی صحیح بنیاد یہ ہے کہ انسان اس اَن دیکھے خدا کی باز پرس سے ڈر کر برائی سے بچے، خواہ دنیا میں کوئی طاقت اس پر گرفت کرنے والی ہو یا نہ ہو اور دنیا میں اس سے کسی نقصان کا امکان ہو یا نہ ہو یہ طرز عمل جو لوگ اختیار کریں گے وہی آخرت میں بخشش اور اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔

آیت 15 سے 23 تک اُن پیش پا اُفتادہ حقیقتوں کی طرف، جنہیں انسان دنیا کے معمولات سمجھ کر قابل توجہ شمار نہیں کرتا، پے در پے اشارے کر کے ان پر سوچنے کی دعوت دی گئی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ اس زمین کو دیکھو جس پر تم اطمینان سے چل پھر رہے ہو اور جس سے اپنا رزق حاصل کر رہے ہو۔ خدا ہی نے اسے تمہارے لیے تابع کر رکھا ہے، ورنہ کسی وقت بھی اس زمین میں ایسا زلزلہ آسکتا ہے کہ تم پیوند خاک ہو جاؤ، یا ہوا کا ایسا طوفان آسکتا ہے جو تمہیں تہس نہس کر کے رکھ دے۔ اپنے اوپر اڑنے والے پرندوں کو دیکھو۔ خدا ہی تو ہے جو انہیں فضا میں تھامے ہوئے ہے۔ اپنے تمام ذرائع و وسائل پر نگاہ ڈال کر دیکھو۔ خدا اگر تمہیں عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو کون تمہیں اُس سے بچا سکتا ہے اور خدا اگر تمہارے لیے رزق کے دروازے بند کر دے تو کون انہیں کھول سکتا ہے؟ یہ ساری چیزیں تمہیں حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے موجود ہیں۔ مگر انہیں تم حیوانات کی طرح دیکھتے ہو جو مشاہدات سے نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، اور اس سماعت و بینائی اور ان سوچنے سمجھنے والے دماغوں سے کام نہیں لیتے جو انسان ہونے کی حیثیت سے خدا نے تمہیں دیے ہیں۔ اسی وجہ سے راہ راست تمہیں نظر نہیں آتی۔

آیت 24 سے 27 تک میں بتایا گیا ہے کہ آخر کار تمہیں لازماً اپنے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ نبی کا کام یہ نہیں ہے کہ تمہیں اس کے آنے کا وقت اور تاریخ بتائے۔ اس کا کام بس یہ ہے کہ تمہیں اس آنے

والے وقت سے پیشگی خبردار کردے۔ تم آج اس کی بات نہیں مانتے اور مطالبہ کرتے ہو کہ وہ وقت لا کر تمہیں دکھا دیا جائے۔ مگر جب وہ آجائے گا اور تم آنکھوں سے اسے دیکھ لوگے تو تمہارے ہوش اڑ جائیں گے۔ اس وقت تم سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ چیز جسے جلد لے آنے کا تم مطالبہ کر رہے تھے۔

آیت 28 اور 29 میں کفار مکہ کی ان باتوں کا جواب دیا گیا ہے جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف کرتے تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کو کوستے تھے اور آپ کے لیے اور اہل ایمان کے لیے ہلاکت کی دعائیں مانگتے تھے۔ اس پر فرمایا گیا کہ تمہیں راہ راست کی طرف بلانے والے خواہ ہلاک ہوں یا اللہ ان پر رحم کرے، اس سے آخر تمہاری قسمت کیسے بدل جائے گی؟ تم اپنی فکر کرو کہ خدا کا عذاب اگر تم پر آجائے تو کون تمہیں بچائے گا؟ جو لوگ خدا پر ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے اس پر توکل کیا ہے، انہیں تم گمراہ سمجھ رہے ہو۔ ایک وقت آئے گا جب یہ بات کھل جائے گی کہ حقیقت میں گمراہ کون تھا۔

آخر میں لوگوں کے سامنے یہ سوال رکھ دیا گیا ہے اور اسی پر سوچنے کے لیے انہیں چھوڑ دیا گیا ہے کہ عرب کے صحراؤں اور پہاڑی علاقوں میں، جہاں تمہاری زندگی کا سارا انحصار اس پانی پر ہے جو کسی جگہ زمین سے نکل آیا ہے، وہاں اگر یہ پانی زمین میں اتر کر غائب ہو جائے تو خدا کے سوا کون تمہیں یہ آب حیات لا کر دے سکتا ہے؟

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.	اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
1. Blessed*1 is He in whose hand is the dominion*2 and He, over everything, has power.*3	برکت والا*1 ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی*2 اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔*3	تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ ۙ ﴿۱﴾

*1 *Tabaraka* is a superlative from *barkat*. *Barkat*

comprehends the meanings of exaltation and greatness, abundance and plentiful, permanence and multiplicity of virtues and excellences. When the superlative *tabaraka* is formed from it, it gives the meaning that Allah is infinitely noble and great. He is superior to everything beside Himself in His essence and attributes and works. His beneficence is infinite, and His excellences are permanent and everlasting. (For further explanation, see E.N. 43 of Surah Al-Aaraf; E.N. 1-4 of Surah Al-Muminoon; E.Ns 1 and 19 of Surah Al-Furqan).

1*تَبَارَکَ برکت سے مبالغہ کا صیغہ ہے ۔ برکت میں رفعت و عظمت ، افزائش اور فراوانی ، دوام و ثبات اور کثرت خیرات وحسنات کے مفہومات شامل ہیں۔ اس سے جب مبالغہ کا صیغہ تَبَارَکَ بنایا جائے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ بے انتہا بزرگ و عظیم ہے ، اپنی ذات وصفات وافعال میں اپنے سوا ہر ایک سے بالا تر ہے، بے حد وحساب بھلائیوں کا فیضان اُس کی ذات سے ہو رہا ہے ، اور اُس کے کمالا ت لازوال ہیں (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن ، جلد دوم، الاعراف، حاشیہ ۴۳۔ جلد سوم، المومنون، حاشیہ ۱۴۔ الفرقان، حواشی ۱،۹)۔

***2 As the word *al-Mulk* has been used, it cannot be taken in any limited meaning. Inevitably, it would imply sovereignty over everything that exists in the universe. In Whose hand is the dominion does not mean that He has physical hands, but that He is possessor of all power and authority and no one else has any share in it.**

2*اَلْمُلْکُ کا لفظ چونکہ مطلقاً استعمال ہوا ہے اس لیے اسے کسی محدود معنوں میں نہیں لیا جا سکتا۔ لا محالہ اس سے مراد تمام موجودات عالم پر شاہانہ اقتدار ہی ہو سکتا ہے۔ اور اُس کے ہاتھ میں اقتدار ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ جسمانی ہاتھ رکھتا ہے ، بلکہ یہ لفظ محاورہ کے طور پر قبضہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے ۔ عربی

کی طرح ہماری زبان میں بھی جب یہ کہتے ہیں کہ اختیارات فلاں کے ہاتھ میں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہی سارے اختیارات کا مالک ہے، کسی دوسرے کا اس میں دخل نہیں ہے۔

*3 That is, He can do whatever He wills, nothing can frustrate or hinder Him from doing what He pleases.

*3 یعنی وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی چیز اُسے عاجز کرنے والی نہیں ہے کہ وہ کوئی کام کرنا چاہے اور نہ کر سکے۔

الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ ﴿۲﴾	وہ جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون عمدہ ہے اعمال میں *4۔ اور وہ ہے زبردست بخشنے والا۔ *5	2. He who created the death and the life that He may test you which of you is best in deed, *4 and He is All Mighty, All Forgiving. *5

*4 That is, the object of giving life to man in the world and causing his death is to test him to see which of them is best in deeds. Allusion has been made in this brief sentence to a number of truths:

(1) That life and death are given by Allah, no one else can grant life nor cause death.

(2) That neither the life nor the death of a creation like man, which has been given the power to do both good and evil, is purposeless. The Creator has created him in the world for the test. Life is for him the period of the test and death means that the time allotted for the test has come to an end.

(3) That for the sake of this very test the Creator has given

every man an opportunity for action, so that he may do good or evil in the world and practically show what kind of a man he is.

(4) That the Creator alone will decide who has done good or evil. It is not for us to propose a criterion for the good and the evil deeds but for Almighty Allah. Therefore, whoever desires to get through the test, will have to find out what is the criterion of a good deed in His sight. Every person will be recompensed according to his deeds, for if there was no reward or punishment the test would be meaningless.

4*یعنی دنیا میں انسانوں کے مرنے اور جینے کا یہ سلسلہ اُس نے اِس لیے شروع کیا ہے کہ اُن کا امتحان لے اور یہ دیکھے کہ کس انسان کا عمل زیادہ بہتر ہے ۔ اس مختصر سے فقرے میں بہت سی حقیقتوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ موت اور حیات اُسی کی طرف سے ہے ، کوئی دوسرا نہ زندگی بخشنے والا ہے نہ موت دینے والا۔ دوسرے یہ کہ انسان جیسی ایک مخلوق، جسے نیکی اور بدی کرنے کی قدرت عطا کی گئی ہے ، اُس کی نہ زندگی بے مقصد ہے نہ موت۔ خالق نے اُسے یہاں امتحان کے لیے پیدا کیا ہے۔ زندگی اُس کے لیے امتحان کی مہلت ہے اور موت کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے امتحان کا وقت ختم ہوگیا۔ تیسرے یہ کہ اِسی امتحان کی غرض سے خالق نے ہر ایک کو عمل کا موقع دیا ہے تاکہ وہ دنیا میں کام کر کے اپنی اچھائی یا برائی کا اظہار کر سکے اور عملاً یہ دکھادے کہ وہ کیسا انسان ہے ۔ چوتھے یہ کہ خالق ہی دراصل اِس بات کا فیصلہ کرنے والا ہے کہ کس کا عمل اچھا ہے اور کس کا برا۔ اعمال کی اچھائی اور برائی کا معیار تجویز کرنا امتحان دینے والوں کا کام نہیں ہے بلکہ امتحان لینے والے کا کام ہے ۔ لہٰذا جو بھی امتحان میں کامیاب ہونا چاہے اُسے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ امتحان لینے والے کے نزدیک حسن عمل کیا ہے۔ پانچواں نکتہ خود امتحان کے مفہوم میں پوشیدہ ہے اور وہ یہ کہ جس شخص کا جیسا عمل ہو گا اس کے مطابق اس کو جزا دی جائے گی، کیونکہ اگر جزا نہ ہو تو سرے سے امتحان لینے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے ۔

*5 This has two meanings and both are implied here:
(1) That He is Almighty, in spite of being dominant over all His creatures, He is Merciful and Forgiving for them, not tyrannous and cruel.
(2) That He has full power to punish the evildoers. No one can escape His punishment. But He is forgiving for him who feels penitent, refrains from evil and asks for His forgiveness.

5*اس کے دو معنی ہیں اور دونوں ہی یہاں مراد ہیں ۔ ایک یہ کہ وہ بے انتہا زبردست اور سب پر پوری طرح غالب ہونے کے باوجود اپنی مخلوق کے حق میں رحیم و غفور ہے، ظالم اور سخت گیر نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ برے عمل کرنے والوں کو سزا دینے کی وہ پوری قدرت رکھتا ہے، کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اُس کی سزا سے بچ سکے۔ مگر جو نادم ہو کر برائی سے باز آجائے اور معافی مانگ لے اس کے ساتھ وہ درگزر کا معاملہ کرنے والا ہے۔

اَلَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾

وہ جس نے بنائے سات آسمان اوپر تلے *6۔ نہیں تو دیکھے گا رحمٰن کی تخلیق میں کچھ نقص *7۔ پس آنکھ اٹھا کر دیکھ۔ کیا تجھ کو نظر آتا ہے کوئی خلل *8۔

3. He who created seven heavens one above the other. *6 You will not see in the creation of the Beneficent any fault. *7 So turn up eyes, do you see any flaw. *8

*6 For explanation, see E.N. 34 of Surah Al-Baqarah; E.N. 2 of Surah Ar-Raad; E.N. 8 of Surah Al-Hijr; E.N. 113 of Surah Al-Hajj; E.N. 15 of Surah Al-Muminoon; E.N. 5 of Surah As-Saaffat; E.N. 90 of Surah Al-Mumin.

6*تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن ، جلد اول ، البقرہ، حاشیہ ۳۴۔ جلد دوم، الرعد، حاشیہ ۲۔ الحجر، حاشیہ

۸۔ جلد سوم، الحج، حاشیہ ۱۱۳۔ المومنون، حاشیہ ۱۵۔ جلد چہارم، الصافات، حاشیہ ۵۔ المومن، حاشیہ ۹۰۔

*7 Literally, *tafawut* is disproportion: two things being out of accord and in disagreement with each other. So, the divine words mean: You will not see any indiscipline, any disorder and discordance anywhere in the universe, there is nothing disjointed and out of proportion in this world created by Allah: all its parts are well connected and in perfect harmony and coordination.

*7 اصل میں تَفَاوُت کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی ہیں، عدم تناسب۔ ایک چیز کا دوسری چیز سے میل نہ کھانا۔ انمل بے جوڑ ہونا۔ پس اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ پوری کائنات میں تم کہیں بدنظمی، بے ترتیبی اور بے ربطی نہ پاؤ گے۔ اللہ کی پیدا کردہ اِس دنیا میں کوئی چیز انمل بے جوڑ نہیں ہے۔ اس کے تمام اجزاء باہم مربوط ہیں اور ان میں کمال درجے کا تناسب پایا جاتا ہے۔

*8 The word *futoor* means a crack, rift, fissure, or a thing's being split and broken. The verse means to say that the whole universe is so closely well-knit and everything in it, from a particle on the earth to the huge galaxies, so well connected and coherent that the continuity of the system of the universe seems to break nowhere, however hard one may try to probe and investigate. (For further explanation, see E.N. 8 of Surah Qaf).

*8 اصل میں لفظ فُطُوْر استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں دراڑ، شگاف، رخنہ، پھٹا ہوا ہونا، ٹوٹا پھوٹا ہونا۔ مطلب یہ ہے کہ پوری کائنات کی بندش ایسی چست ہے، اور زمین کے ایک ذرّے سے لے کر عظیم الشان کہکشانوں تک ہر چیز ایسی مربوط ہے کہ کہیں نظم کائنات کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا۔ تم خواہ کتنی ہی جستجو کر لو، تمہیں اس میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں مل سکتا (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد پنجم، تفسیر سورہ ق، حاشیہ ۸)۔

4. Then turn up eyes again and yet again, will return to you the sight humbled, and it will be worn out.	پھر آنکھ اٹھا کر دیکھ دوبارہ۔ تو لوٹ آئے گی تیرے پاس نظر عاجز اور وہ ہوگی تھکی ماندہ۔	ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنۡقَلِبۡ اِلَيۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيۡرٌ ﴿۴﴾
5. And indeed, We have adorned the world's heaven*9 with lamps (stars), *10 and We have made them a means of driving away the devils. *11 And We have prepared for them the punishment of the blazing Fire.	اور بیشک ہم نے زینت دی آسمان دنیا*9 کو چراغوں (تاروں) سے*10۔ اور ہم نے ان کو بنایا مار بھگانے کا ذریعہ شیاطین*11 کے لئے۔ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے عذاب دہکتی آگ کا۔	وَ لَقَدۡ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ وَجَعَلۡنٰهَا رُجُوۡمًا لِّلشَّيٰطِيۡنِ وَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابَ السَّعِيۡرِ ﴿۵﴾

*9 The world's heaven: the heaven the stars and planets of which can be seen with the naked eye; the objects beyond that which can be seen only through telescopes are the distant heaven; and the heavens still farther away are those which have not yet been seen even with telescopes.

*9 قریب کے آسمان سے مراد وہ آسمان ہے جس کے تاروں اور سیاروں کو ہم برہنہ آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اس سے آگے جن چیزوں کے مشاہدے کے لیے آلات کی ضرورت پیش آتی ہو وہ دُور کے آسمان ہیں۔ اور ان سے بھی زیادہ دُور کے آسمان وہ ہیں جس تک آلات کی رسائی بھی نہیں ہے۔

*10 The word *masabih* in the original has been used as a common noun, and therefore, automatically gives the

meaning of the lamp's being splendid and glorious. It means: We have not created this universe dark, dismal and desolate, but have beautified and decorated it with stars, the glory and grandeur of which at night strike man with amazement.

*10 اصل میں لفظ " مصابیح "نکرہ استعمال ہوا ہے ، اور اس کے نکرہ ہونے سے خود بخود ان چراغوں کے عظیم الشان ہونے کا مفہوم پیدا ہوتا ہے ۔ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کائنات ہم نے اندھیری اور سنسان نہیں بنائی ہے بلکہ اسے ستاروں سے خوب مزین اور آراستہ کیا ہے جس کی شان اور جگمگاہٹ رات کے اندھیروں میں دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے ۔

***11 This does not mean that the stars themselves are pelted at the Satans, nor that the meteorites shoot out only to drive away the Satans, but it means that the countless meteorites which originate from the stars and wander in space at tremendous speeds and which also fall to the earth in a continuous shower prevent the Satans of the earth from ascending to the heavens. Even if they try to ascend heavenward these meteorites drive them away. This thing has been mentioned here because the Arabs believed about the soothsayers, and this also was the claim made by the soothsayers themselves, that the Satans were under their control, or that they had a close contact with them, and through them they received news of the unseen, and thus, could foretell the destinies of the people. That is why at several places in the Quran, it has been stated that there is absolutely no possibility for the Satans ascending to the heavens and bringing news of the unseen. (For explanation, see E.Ns 9-12 of Surah Al-Hijr, E.Ns 6, 7 of Surah As-Saaffat).**

As for the truth about meteorites, man's information in this regard is still without a scientific basis. However, the theory which seems best to account for all the facts known today and the information gathered from the examination of the meteorites fallen on the earth, is that meteorites originate from the disintegration of one or more planets and wander in space and sometimes fall to the earth under its gravitational pull. (See Encyclopedia Britannica, vol. XV, under Meteorites).

*11 اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہی تارے شیطانوں پر پھینک مارے جاتے ہیں، اور یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ شہاب ثاقب صرف شیطانوں کو مارنے ہی کے لیے گرتے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ تاروں سے جو بے حدوحساب شہابِ ثاقب نکل کر کائنات میں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں، اور جن کی بارش زمین پر بھی ہر وقت ہوتی رہتی ہے، وہ اس امر میں مانع ہے کہ زمین کے شیاطین عالم بالا میں جا سکیں۔ اگر وہ اوپر جانے کی کوشش کریں بھی تو یہ شہاب انہیں مار بھگاتے ہیں۔ اس چیز کو بیان کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ عرب کے لوگ کاہنوں کے متعلق یہ خیال رکھتے تھے اور یہی خود کاہنوں کا دعویٰ بھی تھا، کہ شیاطین اُن کے تابع ہیں، یا شیاطین سے اُن کا رابطہ ہے، اور اُن کے ذریعہ سے اُنہیں غیب کی خبریں حاصل ہوتی ہیں اور وہ صحیح طور پر لوگوں کی قسمت کا حال بتا سکتے ہیں۔ اس لیے قرآن میں متعدد مقامات پر یہ بتایا گیا ہے کہ شیاطین کے عالمِ بالا میں جانے اور وہاں سے غیب کی خبریں معلوم کرنے کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد دوم، الحجر، حواشی ۹ تا ۱۲۔ جلد چہارم، الصافات، حواشی ۷،۶)۔

رہا یہ سوال کہ ان شہابوں کی حقیقت کیا ہے، تو اس کے بارے میں انسان کی معلومات اس وقت تک کسی قطعی تحقیق سے قاصر ہیں۔ تاہم جس قدر بھی حقائق اور واقعات جدید ترین دور تک انسان کے علم میں آئے ہیں، اور زمین پر گرتے ہوئے شہابوں کے معائنے سے جو معلومات حاصل کی گئی ہیں، ان کی بناء پر سائنس دانوں میں سب سے زیادہ مقبول نظریہ یہی ہے کہ یہ شہاب کسی سیارے کے انفجار کی بدولت نکل کر خلا میں

گھومتے رہتے ہیں اور پھر کسی وقت زمین کی کشش کے دائرے میں آکر ادھر کا رُخ کر لیتے ہیں (ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ایڈیشن ۱۹۶۷ء۔ جلد ۱۵۔ لفظ (Meteorites)۔

6. And for those who disbelieved in their Lord*12 is the punishment of Hell, and that is evil abode.	اور ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے ساتھ*12 عذاب ہے جہنم کا۔ اور وہ برا ہے ٹھکانہ ۔	وَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

*12 That is, the fate of all those, whether men or Satans, who disbelieve in their Lord. (For the explanation of the meaning of disbelieving in the Lord (*Rabb*), see E.N 161 of Surah Al-Baqarah; E.N. 178 of Surah An-Nisa; E.N. 39 of Surah Al-Kahf; E.N. 3 of Surah Al-Momin.

*12 یعنی انسان ہوں، یا شیطان، جن لوگوں نے بھی اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کا یہ انجام ہے (رب سے کفر کرنے کے مفہوم کی تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اوّل، البقرہ، حاشیہ ۱۶۱۔ النساء، حاشیہ ۱۷۸۔ جلد سوم، الکہف، حاشیہ ۳۹۔ جلد چہارم، المومن، حاشیہ ۳)۔

7. When they will be cast into it, they will hear its roaring, *13 and it will be boiling up.	جب وہ ڈالے جائیں گے اس میں تو سنیں گے اسکا چیخنا چلانا*13 اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔	اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِىَ تَفُوْرُ ۝

*13 The word *shahiq* is used for producing a cry like the donkey's braying. The sentence may also mean that it could be the sound of Hell itself, as well as that it would be the sound coming from Hell, where the people already flung into it would be screaming and crying. This second meaning is supported by Surah Houd, Ayat 106, where it

has been said: Therein they will pant and hiss (because of thirst), and the first meaning is confirmed by Surah Al-Furqan, Ayat 12, which says: When the Hell will see them from afar, they will hear the sounds of its raging and roaring. On this basis, the correct meaning is that it would be the noise made both by Hell and by the dwellers of Hell.

*13 اصل میں لفظ شھیق استعمال ہوا ہے جو گدھے کی سی آواز کے لیے بولا جاتا ہے ۔ اس فقرے کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ یہ خود جہنم کی آواز ہوگی، اور یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ یہ آواز جہنم سے آرہی ہوگی جہاں اُن لوگوں سے پہلے گرے ہوئے لوگ چیخیں مار رہے ہوں گے ۔ اس دوسرے مفہوم کی تائید سورہ ہود کی آیات ۱۰۶ سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ دوزخ میں یہ دوزخی لوگ "ہانپیں گے اور پھنکارے ماریں گے"۔ اور پہلے مفہوم کی تائید سورہ فرقان آیت ۱۲ سے ہوتی ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ دوزخ میں جاتے ہوئے یہ لوگ دور ہی سے اُس کے غضب اور جوش کی آوازیں سنیں گے ۔ اس بنا پر صحیح یہ ہے کہ یہ شور خود جہنم کا بھی ہوگا اور جہنمیوں کا بھی ۔

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿۸﴾	قریب ہے پھٹ پڑے غیظ سے۔ جب بھی ڈالی جائے گی اس میں کوئی جماعت تو اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے۔ کیا نہیں آیا تھا تمہارے پاس ڈرانے والا۔ *14	8. It almost bursts with rage. Every time is cast into it a group, its keepers will ask them: "Did there not come to you a warner." *14

*14 The real nature of this question will not be of a question that the keepers of Hell would like to ask them whether a warner from Allah had come to them or not, but the object would be to make them realize that no injustice

had been done to them by casting them into Hell. They would try to make them confess that Allah had not kept them uninformed and unwarned. He had sent the Prophets to them. He had informed them of the truth and of the right way. He had warned them that if they followed a way other than the right way, it would lead them to Hell, in which they had been cast. But they had not listened to the Prophets. Hence, they rightly deserved the punishment which was being meted out to them at that time.

This thing has been pointed out over and over again in the Quran that the test for which Allah has sent man in the world is not being conducted by keeping man absolutely unaware and uninformed of the requirements of the test only to see whether he found the right way by himself or not; but Allah has made the most appropriate arrangements that could possibly be made of guiding him to the right way, and it is that He has raised the Prophets and sent down the Books. Now the test of man lies in this whether he accepts the Prophets and the Books brought by them and adopts the straight way, or turns away from them to follow his own desires, wishes and speculations. Thus, the Prophethood, in fact, is Allah's argument which He has established against man and his entire future life depends on its acceptance or rejection. No one, after the appointment of the Prophets, can present the excuse that he remained unaware of the truth, or that he has been caught and put to the hard test unawares, or that he is being punished while he was innocent. This theme has been presented in many different ways in the Quran; for

instance, see Surah Al-Baqarah, Ayat 213, and E.N. 230; Surah An-Nisa, Ayats 41-42, 165 and E.Ns 64 and 208; Surah Al-Anaam, Ayats 130-131 and E.Ns 98-100; Surah Bani Israil, Ayat 15 and E.N. 17; Surah Ta Ha, Ayat 134; Surah Al-Qasas, Ayats 47, 59, 65 and E.Ns 66, 83; Surah Fatir, Ayat 37; Surah Al-Momin, Ayat 50 and E.N. 66.

14*اس سوال کی اصل نوعیت سوال کی نہیں ہوگی کہ جہنم کے کارندے ان لوگوں سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہوں کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خبردار کرنے والا آیا تھا یا نہیں، بلکہ اس سے مقصود اُن کو اِس بات کا قائل کرنا ہوگا کہ انہیں جہنم میں ڈال کر اُن کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کی جا رہی ہے ۔ اس لیے وہ خود اُن کی زبان سے یہ اقرار کرانا چاہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بے خبر نہیں رکھا تھا، اُن کے پاس انبیاء بھیجے تھے، اُن کو بتا دیا تھا کہ حقیقت کیا ہے اور راہ راست کونسی ہے، اور ان کو متنبہ کر دیا تھا کہ اس راہ راست کے خلاف چلنے کا نتیجہ اِسی جہنم کا ایندھن بننا ہوگا جس میں اب وہ جھونکے گئے ہیں، مگر انہوں نے انبیاء کی بات نہ مانی، لہٰذا اب جو سزا اُنہیں دی جا رہی ہے وہ فی الواقع اس کے مستحق ہیں۔

یہ بات قرآن مجید میں بار بار ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امتحان کے لیے دنیا میں انسان کو بھیجا ہے وہ اِس طرح نہیں لیا جا رہا ہے کہ اُسے بالکل بے خبر رکھ کر یہ دیکھا جا رہا ہو کہ وہ خود راہِ راست پاتا ہے یا نہیں، بلکہ اُسے راہِ راست بتانے کا جو معقول ترین انتظام ممکن تھا وہ اللہ نے پُوری طرح کر دیا ہے، اور وہ یہی انتظام ہے کہ انبیاء بھیجے گئے ہیں اور کتابیں نازل کی گئی ہیں ۔ اب انسان کا سارا امتحان اِس امر میں ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام اور اُن کی لائی ہوئی کتابوں کو مان کر سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے یا ان سے منہ موڑ کر خود اپنی خواہشات اور تخیلات کے پیچھے چلتا ہے ۔ اس طرح نبوت در حقیقت اللہ تعالیٰ کی وہ حجت ہے جو اس نے انسان پر قائم کر دی ہے، اور اسی کے ماننے یا نہ ماننے پر انسان کے مستقبل کا انحصار ہے ۔ انبیاء کے آنے کے بعد کوئی شخص یہ عذر پیش نہیں کر سکتا کہ ہم حقیقت سے آگاہ نہ تھے، ہمیں اندھیرے میں رکھ کر ہم کو اتنے بڑے امتحان میں ڈال دیا گیا، اور اب ہمیں بے قصور سزا دی جا رہی ہے ۔ اس مضمون کو اتنی بار اتنے

مختلف طریقوں سے قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کا شمار مشکل ہے۔ مثال کے طور پر حسبِ ذیل مقامات ملاحظہ ہوں: تفہیم القرآن ، جلد اول، البقرہ، آیت ۲۱۳، حاشیہ ۲۳۰۔ النساء، آیات ۴۱۔۴۲، حاشیہ ۶۴۔ آیت ۱۶۵، حاشیہ ۲۰۸۔ الانعام، آیات ۱۳۰۔۱۳۱، حواشی ۹۸ تا ۱۰۰۔ جلد دوم، بنی اسرائیل، آیت ۱۵، حاشیہ ۱۷۔ جلد سوم، طٰہٰ، آیت ۱۳۴۔ القصص، آیت ۴۷، حاشیہ ۶۶۔ آیت ۵۹، حاشیہ ۸۳۔ آیت ۶۵۔ جلد چہارم، فاطر، آیت ۳۷۔ المومن، آیت ۵۰، حاشیہ ۶۶۔

9. They will say: "Yes indeed, did come to us a warner, but we denied and said, Allah has not sent down anything. You are not but in error, a great one." *15	وہ کہیں گے ہاں ضرور آیا تھا ہمارے پاس ڈرانے والا۔ پس ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا کہ نہیں نازل کی اللہ نے کوئی چیز۔ نہیں ہو تم مگر گمراہی میں بہت بڑی *15 ۔	قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝

*15 That is, not only you but the people who have believed in and followed you also are misguided and lost in grave error.

*15 یعنی تم بھی بہکے ہوئے ہو اور تم پر ایمان لانے والے لوگ بھی سخت گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

10. And they will say: "If we had listened or understood, *16 we would not be among the people of the blazing Fire."	اور وہ کہیں گے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے *16 تو ہم نہ ہوتے لوگوں میں دہکتی آگ کے۔	وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

*16 If we had listened or understood: If we had listened to

the Prophets with attention as seekers after truth or used our intellect to understand what actually was the message they were presenting before us. Here listening has been given priority over understanding, the reason being that the pre-requisite of obtaining guidance is to listen to what the Prophet teaches, or to read if it is in the written form, like a seeker after truth. To ponder over it in an attempt to understand the truth is secondary. Without the Prophet's guidance man cannot by himself reach the truth directly by using his intellect and common sense.

16*یعنی ہم نے طالبِ حق بن کر انبیاء کی بات کو توجہ سے سنا ہوتا، یا عقل سے کام لے کر یہ سمجھنے کی کوشش کی ہوتی کہ فی الواقع وہ بات کیا ہے جو وہ ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ یہاں سننے کو سمجھنے پر مقدم رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے نبی کی تعلیم کو توجہ سے سننا(یا اگر وہ لکھی ہوئی شکل میں ہو تو طالبِ حق بن کر اُسے پڑھنا) ہدایت پانے کے لیے شرط اول ہے۔ اُس پر غور کر کے حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنے کا مرتبہ اس کے بعد آتا ہے ۔ نبی کی رہنمائی کے بغیر اپنی عقل سے بطورِ خود کام لے کر انسان براہِ راست حق تک نہیں پہنچ سکتا۔

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١١

پس وہ اقرار کرلیں گے اپنے گناہ کا *17۔ سو دور ہی ہے (اللہ کی رحمت) لوگوں کے لئے دہکتی آگ کے۔

11. Then will they confess of their sin. *17 So, far away is (Allah's mercy) for the people of the blazing Fire.

*17 The word *dhanb* (sin) has been used in the singular. It means that the real sin because of which they became worthy of Hell was to belie the Messengers and refuse to obey them. All other sins are its consequences.

*17 قصور کا لفظ واحد استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اصل قصور جس کی بنا پر وہ جہنم کے مستحق ہوئے رسولوں کا جھٹلانا اور ان کی پیروی سے انکار کرنا ہے۔ باقی سارے گناہ اُسی کی فرع ہیں۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّ اَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ۝١٢	یقیناً وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے غیب میں *18 انکے لئے ہے مغفرت اور اجر کبیر۔ *19	12. Indeed, those who fear their Lord unseen, *18 for them is forgiveness and a great reward. *19

*18 This is the real basis of morality in religion. A person's refraining from an evil because it is an evil in his personal opinion, or because the world regards it as an evil, or because its commission is likely to bring loss in the world, or because it may entail a punishment by a worldly power, is a very flimsy basis for morality. A man's personal opinion may be wrong, he may regard a good thing as bad and a bad thing as good because of some philosophy of his own. In the first place, the worldly standards of good and evil have never been the same, they have been changing from time to time. No universal and eternal standard in the moral philosophies is found today, nor has it ever been found before. The fear of worldly loss also does not provide a firm foundation for morality. The person who avoids an evil because he fears the loss that may result from it for himself cannot keep himself from committing it when there is no fear of incurring such a loss. Likewise, the danger of the punishment by a worldly power also is not something which can turn a person into a gentleman. Everybody knows that no worldly power is knower of both the seen

and the unseen. Many crimes can be committed unseen and unobserved. Then, there are many possible devices by which one can escape the punishment of every worldly power; and the laws made by a worldly power also do not cover all evils. Most evils are such as they do not come within the purview of the mundane laws, whereas they are even worse than the evils which they regard as punishable. That is why, the religion of truth has raised the edifice of morality on the basis that one should refrain from an evil in fear of the unseen God Who sees man under all conditions, from Whose grasp man cannot escape in any way, Who has given man an all-pervading, universal and everlasting criterion of good and evil. To forsake evil and adopt good only out of fear of Him is the real good which is commendable in religion. Apart from this, if a man refrains from committing evil for any other reason or adopts acts which in view of their external form are regarded as good acts, his these moral acts will not be worth any merit and value in the Hereafter, for they are like a building which has been built on sand.

18* یہ دین میں اخلاق کی اصل جڑ ہے۔ کسی کا برائی سے اس لیے بچنا کہ اس کی ذاتی رائے میں وہ برائی ہے، یا دنیا اسے برا جانتی ہے، یا اس کے ارتکاب سے دنیا میں کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، یا اس پر کسی دنیوی طاقت کی گرفت کا خطرہ ہے، یہ اخلاق کے لیے ایک بہت ہی ناپائیدار بنیاد ہے۔ آدمی کی ذاتی رائے غلط بھی ہو سکتی ہے، وہ اپنے کسی فلسفے کی وجہ سے ایک اچھی چیز کو برا اور ایک بری چیز کو اچھا سمجھ سکتا ہے۔ دنیا کے معیارِ خیر و شر اول تو یکساں نہیں ہیں، پھر وہ وقتاً فوقتاً بدلتے بھی رہتے ہیں، کوئی عالمگیر اور ازلی و ابدی معیار دنیا کے اخلاقی فلسفوں میں نہ آج پایا جاتا ہے نہ کبھی پایا گیا ہے۔ دنیوی نقصان کا اندیشہ بھی اخلاق کے لیے کوئی مستقل بنیاد فراہم نہیں کرتا۔ جو شخص برائی سے اس لیے بچتا ہو کہ وہ دنیا میں اُس کی ذات پر

مُتَرَتَّب ہونے والے کسی نقصان سے ڈرتا ہے وہ ایسی حالت میں اُس کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکتا جبکہ اس سے کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اسی طرح کسی دنیوی طاقت کی گرفت کا خطرہ بھی وہ چیز نہیں ہے جو انسان کو ایک شریف انسان بنا سکتی ہو۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی دنیوی طاقت بھی عالمِ الغیب و الشہادہ نہیں ہے۔ بہت سے جرائم اُس کی نگاہ سے بچ کر کیے جا سکتے ہیں۔ اور ہر دنیوی طاقت کی گرفت سے بچنے کی بے شمار تدبیریں ممکن ہیں۔ پھر کسی دنیوی طاقت کے قوانین بھی تمام برائیوں کا احاطہ نہیں کرتے۔ بیشتر برائیاں ایسی ہیں جن پر دنیوی قوانین کوئی گرفت سرے سے کرتے ہی نہیں، حالانکہ وہ اُن برائیوں سے قبیح تر ہیں جن پر وہ گرفت کرتے ہیں۔ اس لیے دین حق نے اخلاق کی پوری عمارت اس بنیاد پر کھڑی کی ہے کہ اُس اَن دیکھے خدا سے ڈر کر برائی سے اجتناب کیا جائے جو ہر حال میں انسان کو دیکھ رہا ہے، جس کی گرفت سے انسان بچ کر کہیں نہیں جا سکتا، جس نے خیر و شر کا ایک ہمہ گیر، عالمگیر اور مستقل معیار انسان کو دیا ہے۔ اُسی کے ڈر سے بدی کو چھوڑنا اور نیکی کو اختیار کرنا وہ اصل بھلائی ہے جو دین کی نگاہ میں قابلِ قدر ہے۔ اس کے سوا کسی دوسری وجہ سے اگر کوئی انسان بدی نہیں کرتا، یا اپنی ظاہری شکل کے اعتبار سے جو افعال نیکی میں شمار ہوتے ہیں اُن کو اختیار کرتا ہے تو آخرت میں اس کے یہ اخلاق کسی قدر اور وزن کے مستحق نہ ہوں گے، کیونکہ ان کی مثال اُس عمارت کی سی ہے جو ریت پر تعمیر ہوئی ہو۔

***19** That is, there are two inevitable results of fearing God unseen.**

(1) That whatever errors and sins one will have committed because of human weaknesses, will be forgiven provided these were not committed because of fearlessness of God.

(2) That whatever good acts a man performs on the basis of this belief, he will be rewarded richly for them.

*19 یعنی خدا سے بالغیب ڈرنے کے دو لازمی نتائج ہیں۔ ایک یہ کہ جو قصور بھی بشری کمزوریوں کی بنا پر آدمی سے سرزد ہو گئے ہوں وہ معاف کر دیے جائیں گے، بشرطیکہ ان کی تہ میں خدا سے بے خوفی کارفرما نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جو نیک اعمال بھی انسان اِس عقیدے کے ساتھ انجام دے گا اُس پر وہ بڑا اجر پائیگا۔

13. And conceal your talk, or proclaim it. He certainly is Knower of what is in the breasts. *20	اور تم پوشیدہ کہو اپنی بات یا اعلانیہ کہو اسے۔ یقیناً وہ ہے باخبر اس سے جو سینوں میں ہے۔ *20	وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾

*20 The address is to all human beings, whether they are believers or unbelievers. For the believer, it contains the admonition that while living his life in the world he should always remember that not only his open and hidden deeds but even his secret intentions and innermost thoughts are not hidden from Allah. And for the unbeliever, the warning that he may do whatever he may please fearless of God, but nothing that he does can remain un-noticed and unseen by Him.

*20 یہ بات تمام انسانوں کو خطاب کرکے فرمائی گئی ہے، خواہ وہ مومن ہوں یا کافر۔ مومن کے لیے اس میں یہ تلقین ہے کہ اسے دنیا میں زندگی بسر کرتے ہوئے ہروقت یہ احساس اپنے ذہن میں تازہ رکھنا چاہیے کہ اس کے کھلے اور چھپے اقوال واعمال ہی نہیں، اس کی نیتیں اور اس کے خیالات تک اللہ سے مخفی نہیں ہیں۔ اور کافر کے لیے اس میں یہ تنبیہ ہے کہ وہ اپنی جگہ خدا سے بے خوف ہوکر جو کچھ چاہے کرتا رہے، اس کی کوئی بات اللہ کی گرفت سے چھوٹی نہیں رہ سکتی۔

14. Would He not know who has created. *21 And He is the Subtle, *22 the All Aware.	بھلا نہ وہ جانے گا جس نے پیدا کیا *21 اور وہ ہے باریک بین *22 پوری طرح باخبر۔	اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾

*21 Another translation can be: Would He not know His own creatures? In the original text *khalaqa* has been used,

which may mean: Who has created as well as whom He has created, In both cases the meaning remains the same. This is the argument for what has been said in the preceding sentence. That is, how is it possible that the Creator should be unaware of His creation? The creation may remain unaware of itself, but the Creator cannot be unaware of it. He has made every vein of your body, every fiber of your heart and brain. You breathe because He enables you to breathe, your limbs function because He enables them to function, How then can anything of yours remain hidden from Him.

21*دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "کیا وہ اپنی مخلوق ہی کو نہ جانے گا؟" اصل میں مَنۡ خَلَقَ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی "جس نے پیدا کیا ہے" بھی ہو سکتے ہیں، اور "جس کو اُس نے پیدا کیا ہے" بھی۔ دونوں صورتوں میں مطلب ایک ہی رہتا ہے۔ یہ دلیل ہے اُس بات کی جو اوپر کے فقرے میں ارشاد ہوئی ہے۔ یعنی آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ خالق اپنی مخلوق سے بے خبر ہو؟ مخلوق خود اپنے آپ سے بے خبر ہو سکتی ہے، مگر خالق اُس سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔ تمہاری رگ رگ اس نے بنائی ہے۔ تمہارے دل و دماغ کا ایک ایک ریشہ اس کا بنایا ہوا ہے۔ تمہارا ہر سانس اس کے جاری رکھنے سے جاری ہے۔ تمہارا ہر عضو اس کی تدبیر سے کام کر رہا ہے۔ اُس سے تمہاری کوئی بات کیسے چھپی رہ سکتی ہے؟

*22 The word *Latif* as used in the original means the One Who works in imperceptible ways as well as the One Who knows the hidden truths and realities.

22*اصل میں لفظ "اَللَّطِيۡفُ" استعمال ہوا ہے جس کے معنی غیر محسوس طریقے سے کام کرنے والے کے بھی ہیں اور پوشیدہ حقائق کو جاننے والے کے بھی۔

15. It is He who has made for you the	وہ ہی ہے جس نے کر دیا تمہارے	هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ

earth subservient, so walk about in the paths thereof, and eat of His provision. *23 And to Him is the resurrection. *24	لئے زمین کوتابع۔تو چلو پھرو اس کی راہوں میں اور کھاؤ اسکے رزق سے *23۔اور اسی کی طرف ہے اٹھ کر جانا۔ *24	الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾

*23 That is, this earth has not become subdued for you of its own accord, and the provisions also that you are eating have not become available here by themselves, but Allah has so arranged it by His wisdom and power that your life became possible here and this splendid globe became so peaceful that you are moving about on it with full peace of mind, and it has become such a vast table spread with food that it contains endless and limitless provisions for your sustenance. If you are not lost in heedlessness and look about yourself intelligently, you will find how much wisdom underlies in the making of this earth habitable for you and arranging in it immeasurable stores of provisions for you. (For explanation, see E.Ns 73, 74, 81 of Surah An-Naml; E.Ns 29, 32 of Surah YaSeen; E.Ns 90, 91 of Al-Momin, E.N. 7 of Surah Az-Zukhruf, E.N. 7 of Surah Al-Jathiyah, E.N. 18 of Surah Qaf).

*23 یعنی یہ زمین تمہارے لیے آپ سے آپ تابع نہیں بن گئی ہے اور وہ رزق بھی جو تم کھا رہے ہو خود بخود یہاں پیدا نہیں ہوگیا ہے، بلکہ اللہ نے اپنی حکمت اور قدرت سے اِس کو ایسا بنایا ہے کہ یہاں تمہاری زندگی ممکن ہوئی اور یہ عظیم الشان کرہ ایسا پرسکون بن گیا کہ تم اطمینان سے اس پر چل پھر رہے ہو اور ایسا خوانِ نعمت بن گیا کہ اس میں تمہارے لیے زندگی بسر کرنے کا بے حد وحساب سروسامان موجود ہے۔ اگر تم غفلت

میں مبتلا نہ ہو اور کچھ ہوش سے کام لے کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو کہ اِس زمین کو تمہاری زندگی کے قابل بنانے اور اس کے اندر رزق کے اتھاہ خزانے جمع کر دینے میں کتنی حکمتیں کارفرما ہیں۔ (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، النمل، حواشی ۷۳۔۷۴۔۸۱۔ جلد چہارم، یٰسٓ، حواشی ۲۹۔۳۲۔ المومن، حواشی ۹۰۔۹۱۔ الزُّخرُف، حاشیہ ۷۔ الجاثیہ، حاشیہ ۷۔ جلد پنجم، ق، حاشیہ ۱۸)۔

*24 That is, while you move about on the earth and eat of what Allah has provided for you here, you should not forget that ultimately you have to appear before God one day.

*24 یعنی اِس زمین پر چلتے پھرتے اور خدا کا بخشا ہوا رزق کھاتے ہوئے اِس بات کو نہ بھولو کہ آخر کار تمہیں ایک دن خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔

16. Have you taken security from Him who is in the heaven*25 that He will not cause you to be the swallowed by earth when it shakes.	کیا تم بے خوف ہو اس سے جو آسمان*25 میں ہے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں تو اس وقت وہ لرزنے لگے۔	ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِي السَّمَآءِ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوۡرُ ۝١٦

*25 This does not mean that Allah lives in the heavens, but it has been so said because man naturally looks up to the heaven whenever he wants to turn to Allah, raises his hands heavenward in prayer and implores Allah turning his eyes up to heaven whenever he finds himself helpless in an affliction. Then whenever a calamity befalls him suddenly, he says it has descended from heaven; whenever something unusual happens, he says it has come from heaven; and he calls the Books revealed by Allah as heavenly Books.

Accordingly to a tradition in Abu Daud, a person came before the Prophet (peace be upon him) with a black slave-girl and said: It has become obligatory on me to set a slave free; can I set this slave-girl free? Prophet (peace be upon him) asked the slave-girl: Where is Allah? She pointed heavenward with her forger. The Prophet (peace be upon him) asked: Who am I? She first pointed towards him and then towards the heaven, by which she obviously meant to say: You have come from Allah. Thereupon the Prophet (peace be upon him) said: Set her free; she is a believer. (A story closely resembling this has been narrated in Muwatta, Muslim and Nasai also). About Khawla bint Thaibah, Umar once said to the people: She is the lady whose complaint was heard above the seven heavens. (In E.N. 2 of Surah al-Mujadalah, we have given full details concerning this). All this clearly shows that it is natural with man that whenever he thinks of God, his mind turns to the heaven above and not to the earth below. In view of this very thing the words man *fis-samaa* (He Who is in the heaven) have been used about Allah. There is no room here for any doubt that the Quran regards Allah Almighty as living in the heaven. In fact, there cannot be any basis for this doubt, for in the very beginning of this Surah Al-Mulk, it has been stated: He Who created seven heavens, one above the other, and in Surah Al-Baqarah it has been said: You will face Allah in whatever direction you turn your face. (verse 115).

25*اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں رہتا ہے، بلکہ یہ بات اس لحاظ سے فرمائی گئی ہے
کہ انسان فطری طور پر جب خدا سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو آسمان کی طرف دیکھتا ہے ۔ دعا مانگتا ہے تو آسمان کی

طرف ہاتھ اٹھاتا ہے ۔ کسی آفت کے موقع پر سب سہاروں سے مایوس ہوتا ہے تو آسمان کا رُخ کر کے خدا سے فریاد کرتا ہے ۔ کوئی ناگہانی بلا آپڑتی ہے تو کہتا ہے یہ اُوپر سے نازل ہوئی ہے۔ غیر معمولی طور پر حاصل ہونے والی چیز کے متعلق کہتا ہے یہ عالمِ بالا سے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتابوں کو کتبِ سماوی یا کتبِ آسمانی کہا جاتا ہے۔ ابو داوٗد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص ایک کالی لونڈی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ پر ایک مومن غلام آزاد کرنا واجب ہو گیا ہے ، کیا میں اس لونڈی کو آزاد کر سکتا ہوں؟ حضورؐ نے اُس لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اُس نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر دیا۔ حضورؐ نے پوچھا اور میں کون ہوں؟ اُس نے پہلے آپؐ کی طرف اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا، جس سے اُس کا یہ مطلب واضح ہو رہا تھا کہ آپ اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا، اسے آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے (اسی سے ملتا جلتا قصہ موطا، مسلم اور نسائی میں بھی روایت ہوا ہے)۔ حضرت خَولَہ بِنتَ ثَعلَبَہ کے متعلق حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا، وہ خاتون ہیں جن کی شکایت سات آسمانوں پر سنی گئی (تفسیر سورہ مجادلہ حاشیہ ۲ میں ہم اِس کی تفصیل نقل کر چکے ہیں)۔ ان ساری باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بات کچھ انسان کی فطرت ہی میں ہے کہ وہ جب خدا کا تصور کرتا ہے تو اُس کے ذہن نیچے زمین کی طرف نہیں بلکہ اُوپر آسمان کی طرف جاتا ہے ۔ اسی بات کو ملحوظ رکھ کر یہاں اللہ تعالیٰ کے متعلق مَنْ فِي السَّمَآءِ (وہ جو آسمان میں ہے) کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں ۔ اس میں اِس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کو آسمان میں مقیم قرار دیتا ہے ۔ یہ شبہ آخر کیسے پیدا ہو سکتا ہے جبکہ اسی سورہ ملک کے آغاز میں فرمایا جا چکا ہے کہ اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (جس نے تہ بتہ سات آسمان پیدا کیے)اور سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے، فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (پس تم جدھر بھی رُخ کرو اُس طرف اللہ کا رُخ ہے)۔

17. Or have you taken security	یا تم بے خوف ہو اس سے جو	اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ

يُّرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ كَيۡفَ نَذِيۡرِ ﴿۱۷﴾	آسمان میں ہے کہ چھوڑ دے تم پر پتھروں سے بھری ہوئی طوفانی ہوا *26 ۔ سو تم عنقریب جان لوگے کہ کیسا رہا میرا ڈرانا ۔ *27	from Him who is in the heaven that He will not send upon you a tornado filled with stones. *26 Then you shall soon know how was My warning. *27

*26 The object is to impress this: Your very survival and well-being on the earth are at all times dependent upon Allah Almighty's grace and bounty: you are not strutting about on this earth at will by your own power: you are under obligation only to Allah's protection for each moment of your life that you are passing here, otherwise Allah at any moment may cause such an earthquake to occur as may make this very earth to become your grave instead of the cradle that it is, or may cause a windstorm to blow razing all your towns and settlements to the ground.

*26 مراد یہ ذہن نشین کرنا ہے کہ اِس زمین پر تمہاری بقا اور تمہاری سلامتی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ اپنے بل بوتے پر تم یہاں مزے سے نہیں دندنا رہے ہو۔ تمہاری زندگی کا ایک ایک لمحہ جو یہاں گزر رہا ہے، اللہ کی حفاظت اور نگہبانی کا رہین منت ہے۔ ورنہ کسی وقت بھی اُس کے ایک اشارے سے ایک زلزلہ ایسا آسکتا ہے کہ یہی زمین تمہارے لیے آغوشِ مادر کے بجائے قبر کا گڑھا بن جائے، یا ہوا کا ایسا طوفان آسکتا ہے جو تمہاری بستیوں کو غارت کر کے رکھ دے۔

*27 My warning: the warning that was being given through the Prophet (peace be upon him) and the Quran to the disbelievers of Makkah to the effect: If you do not refrain

from your disbelief and polytheism and do not accept the message of Tauhid being given to you, you will be overtaken by the scourge of God.

27*تنبیہ سے مراد وہ تنبیہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کے ذریعہ سے کفارِ مکہ کو کی جا رہی تھی کہ اگر کفر و شرک سے باز نہ آؤ گے اور اس دعوتِ توحید کو نہ مانو گے جو تمہیں دی جا رہی ہے تو خدا کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

18. And indeed, denied those before them, then how was My reproach. *28	اور یقیناً جھٹلایا تھا اُنلوگوں نے جو اِن سے پہلے تھے سو کیسا ہوا میرا عذاب۔ *28	وَ لَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ ﴿۱۸﴾

*28 The allusion is to the communities who had belied the Messengers, who had come to them previously and consequently been afflicted with divine punishment.

28*اشارہ ہے اُن قوموں کی طرف جو اپنے ہاں آنے والے انبیاء کو جھٹلا کر اِس سے پہلے مبتلائے عذاب ہو چکی تھیں۔

19. Did they not see at the birds above them, spreading the wings, and closing them in. None is upholding them but the Beneficent. *29 Indeed He, over all things, is Seer. *30	کیا نہیں دیکھا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر پروں کو پھیلاتے ہیں اور انکو سکیڑ لیتے ہیں۔ نہیں کوئی تھامے رکھتا انہیں سوائے رحمٰن کے *29۔ بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ *30	اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ فَوۡقَهُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقۡبِضۡنَ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍۢ بَصِيۡرٌ ﴿۱۹﴾

*29 That is, each bird that flies in the air, does so in the protection of the All-Merciful God. He it is Who has given to each bird the form and structure by which it became able to fly. He it is Who has taught each bird the method to fly. He it is Who has made the air obey the laws by which it became possible for the heavier than air bodies to fly in it, and He it is Who upholds every bird in the air, otherwise the moment Allah withdraws His protection from it, it drops to the ground.

29*یعنی ایک ایک پرندہ جو ہوا میں اڑرہا ہے، خدائے رحمٰن کی حفاظت میں اڑرہا ہے۔ اُسی نے ہر پرندے کو وہ ساخت عطا فرمائی جس سے وہ اڑنے کے قابل ہوا۔ اسی نے ہر پرندے کو اڑنے کا طریقہ سکھایا۔ اُسی نے ہوا کواُن قوانین کا پابند کیا جن کی بدولت ہوا سے زیادہ بھاری جسم رکھنے والی چیزوں کا اُس میں اڑنا ممکن ہوا۔ اور وہی ہر اڑنے والے کو فضا میں تھامے ہوئے ہے، ورنہ جس وقت بھی اللہ اپنی حفاظت اُس سے ہٹا لے، وہ زمین پر آرہے۔

*30 That is, this is not confined only to birds, but whatever exists in the world, exists because of Allah's keeping and guardianship. He alone provides the means necessary for the existence of everything, and He alone keeps watch that everything created by Him is provided with the necessities of life.

30*یعنی کچھ پرندوں ہی پر موقوف نہیں، جو چیز بھی دنیا میں موجود ہے اللہ کی نگہبانی کی بدولت موجود ہے۔ وہی ہر شے کے لیے وہ اسباب فراہم کر رہا ہے جو اس کے وجود کے لیے درکار ہیں، اور وہی اس بات کی نگرانی کر رہا ہے کہ اس کی پیدا کردہ مخلوق کو اس کی ضروریات بہم پہنچیں۔

20. Or who is it that could be an army for you to	بھلا کون ہے ایسا جو فوج بن سکے تمہارے لئے کہ مدد کرے تمہاری	اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ جُنۡدٌ لَّكُمۡ يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ ؕ

help you other than the Beneficent. *31 The disbelievers are not but in delusion.	سوائے رحمٰن کے *31 ۔ نہیں ہیں یہ کافر مگر دھوکے میں ۔	اِنِ الۡكٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِىۡ غُرُوۡرٍ‌ۚ ﴿۲۰﴾

*31 Another translation can be: Who is there beside the Merciful, who comes to your rescue as your army? The translation that we have adopted in the text above has relevance to the following sentence, and this second to the preceding discourse.

*31دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”رحمان کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بنا ہوا تمہاری دستگیری کرتا ہو“۔ ہم نے متن میں جو ترجمہ کیا ہے وہ آگے کے فقرے سے مناسبت رکھتا ہے ، اور اس دوسرے ترجمہ کی مناسبت پچھلے سلسلہ کلام سے ہے۔

21. Or who is it that could provide for you if He should withhold His provision. But, they persist in rebellion and aversion.	بھلا کون ہے ایسا جو تمکو رزق دے سکے اگر وہ بند کر لے اپنا رزق ۔ بلکہ وہ اڑے ہیں سرکشی اور نفرت میں ۔	اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ يَرۡزُقُكُمۡ اِنۡ اَمۡسَكَ رِزۡقَهٗ‌ ۚ بَلْ لَّجُّوۡا فِىۡ عُتُوٍّ وَّنُفُوۡرٍ ﴿۲۱﴾
22. Then the one who is walking fallen on his face, *32 is he better guided, or he who is walking upright on a straight path.	تو کیا وہ جو چلتا ہو اوندھا منہ کے بل *32 ۔ زیادہ ہدایت یافتہ ہے ۔ یا وہ جو چل رہا ہو بالکل سیدھا صراط مستقیم پر ۔	اَفَمَنۡ يَّمۡشِىۡ مُكِبًّا عَلٰى وَجۡهِهٖۤ اَهۡدٰٓى اَمَّنۡ يَّمۡشِىۡ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۲﴾

*32 Walking fallen on his face: walking with face turned down like the cattle on the same track on which someone put him.

*32 یعنی جانوروں کی طرح منہ نیچے کیے ہوئے اُسی ڈگر پر چلا جا رہا ہو جس پر کسی نے اسے ڈال دیا ہو۔

قُلۡ هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَكُمۡ وَجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۲۳﴾	کہدو وہی تو ہے جس نے تمکو پیدا کیا اور بنائے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل۔ کم ہے جو شکر تم ادا کرتے ہو۔ *33	23. Say: "It is He who has created you, and made for you hearing and sight and hearts. Little is that thank you give." *33

*33 That is, Allah had made you men, not cattle. You were not meant to follow blindly whatever error and deviation you found prevailing in the world, without considering for a moment whether the way you had adopted was right or wrong. You have not been given these ears that you may refuse to listen to the one who tries to distinguish the right from the wrong for you, and may persist in whatever false notions you already had in your mind. You have not been given these eyes that you may follow others like the blind and may not bother to see whether the signs scattered around you in the world testified to the unity of God, which the Messenger (peace be upon him) of God is preaching, or whether the system of the universe is Godless, or is being run by many gods simultaneously. Likewise, you have also not been given this knowledge and intelligence that you may give up thinking and understanding to others and may adopt every crooked way that was enforced by somebody in

the world, and may not use your own intellect to see whether it was right or wrong. Allah has blessed you with knowledge and intelligence, sight and hearing, so that you may recognize the truth, but you are being ungrateful to Him in that you are employing these faculties for every other object than the one for which these had been granted. (For further explanation, see E.Ns 72, 73 of Surah An-Naml; E.Ns 75, 76 of Surah Al-Mominoon; E.Ns 17, 18 of Surah As-Sajdah; E.N. 31 of Surah Al-Ahqaf).

*33 یعنی اللہ نے تو تمہیں انسان بنایا تھا، جانور نہیں بنایا تھا۔ تمہارا کام یہ نہیں تھا کہ جو گمراہی بھی دنیا میں پھیلی ہوئی ہو اس کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چل پڑو اور کچھ نہ سوچو کہ جس راہ پر تم جا رہے ہو وہ صحیح بھی ہے یا نہیں۔ یہ کان تمہیں اس لیے تو نہیں دیے گئے تھے کہ جو شخص تمہیں صحیح اور غلط کا فرق سمجھانے کی کوشش کرے اس کی بات سن کر نہ دو اور جو غلط سلط باتیں پہلے سے تمہارے دماغ میں بیٹھی ہوئی ہیں اُنہی پر اَڑے رہو۔ یہ آنکھیں تمہیں اس لیے تو نہیں دی گئی تھیں کہ اندھے بن کر دوسروں کی پیروی کرتے رہو اور خود اپنی بینائی سے کام لے کر یہ نہ دیکھو کہ زمین سے آسمان تک ہر طرف جو نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ آیا اُس توحید کی شہادت دے رہی ہے جسے خدا کا رسول پیش کر رہا ہے یا یہ شہادت دے رہی ہیں کہ یہ سارا نظامِ کائنات بے خدا ہے یا بہت سے خدا اس کو چلا رہے ہیں۔ اسی طرح یہ دل و دماغ بھی تمہیں اس لیے نہیں دیے گئے تھے کہ تم سوچنے سمجھنے کا کام دوسروں کے حوالے کر کے ہر اُس طریقے کی پیروی کرنے لگو جو دنیا میں کسی نے جاری کر دیا ہے اور اپنی عقل سے کام لے کر یہ سوچنے کی کوئی زحمت گوارا نہ کرو کہ وہ غلط ہے یا صحیح۔ اللہ نے علم و عقل اور سماعت و بینائی کی یہ نعمتیں تمہیں حق شناسی کے لیے دی تھیں۔ تم ناشکری کر رہے ہو کہ ان سے اور سارے کام تو لیتے ہو مگر بس وہی ایک کام نہیں لیتے جس کے لیے یہ دی گئی تھیں (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد دوم، النحل، حواشی ۷۲-۷۳، جلد سوم، المومنون، حواشی ۷۵-۷۶۔ جلد چہارم، السجدہ، حواشی ۱۷-۱۸۔ الاحقاف، حاشیہ ۳۱)۔

24. Say: "It is He who has dispersed you in the earth, and to Him you shall be gathered." *34	کہدو وہی ہے جس نے تمکو پھیلایا زمین میں اور اسی کے روبرو تم جمع کئے جاؤ گے۔ *34	قُلْ هُوَ الَّذِىْ ذَرَاَكُمْ فِى الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾

*34 That is, after being resurrected from death, you will be gathered together from every corner of the earth and presented before Allah.

34*یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے ہر گوشۂ زمین سے گھیر لائے جاؤ گے اور اس کے سامنے حاضر کر دیے جاؤ گے۔

25. And they say: "When will this promise be (fulfilled) if you are truthful." *35	اور وہ کہتے ہیں کب یہ وعدہ (پورا) ہو گا اگر تم ہو سچے۔ *35	وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾

*35 They did not ask this question in order to know the time and date of Resurrection so that if they were told the year, the month, the day and time of its occurrence, they would accept it. But, in fact, they thought that Resurrection was impossible, and its occurrence remote from reason, and they asked this question in order to have an excuse for denying it. They meant to say: When will this strange story of Resurrection and gathering together, that you are telling us, materialize? What for has it been put off? Why don't you make it appear forthwith so that we are assured of it? In this connection, one should understand that one can be certain of Resurrection only by rational arguments, and these have been elaborated at many places in the Quran. As

for the date of its occurrence only an ignorant person could raise such a question about it, for even if it is told, it does not make any difference. The unbeliever would say: Well, when it does occur on the date you tell, I shall then believe in it; how can I believe today that it will actually occur on that very day? (For further explanation, see E.N. 63 of Surah Luqman; E.N. 116 of Surah Al-Ahzab; E.Ns 5, 48 of Surah Saba E.N. 45 of YaSeen).

*35 یہ سوال اس غرض کے لیے نہ تھا کہ وہ قیامت کا وقت اور اُس کی تاریخ معلوم کرنا چاہتے تھے اور اس بات کے لیے تیار تھے کہ اگر انہیں اُس کی آمد کا سال، مہینہ، دن اور وقت بتا دیا جائے تو وہ اسے مان لیں گے ۔ بلکہ دراصل وہ اُس کے آنے کو غیر ممکن اور بعید از عقل سمجھتے تھے اور یہ سوال اس غرض کے لیے کرتے تھے کہ اُسے جھٹلانے کا ایک بہانہ اُن کے ہاتھ آئے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ حشر ونشر کا یہ عجیب و غریب افسانہ جو تم ہمیں سنا رہے ہو آخر یہ کب ظہور میں آئے گا؟ اسے کس وقت کے لیے اٹھا رکھا گیا ہے؟ ہماری آنکھوں کے سامنے لا کر اسے دکھا کیوں نہیں دیتے کہ ہمیں اس کا یقین آجائے؟ اس سلسلے میں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ کوئی شخص اگر قیامت کا قائل ہوسکتا ہے تو عقلی دلائل سے ہوسکتا ہے، اور قرآن میں جگہ جگہ وہ دلائل تفصیل کے ساتھ دے دیے گئے ہیں۔ رہی اُس کی تاریخ، تو قیامت کی بحث میں اُس کا سوال اٹھانا ایک جاہل آدمی ہی کا کام ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اگر بالفرض وہ بتا بھی دی جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نہ ماننے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ جب وہ تمہاری بتائی ہوئی تاریخ پر آجائے گی تو مان لوں گا، آج آخر میں کیسے یقین کرلوں کہ وہ اُس روز ضرور آجائے گی(مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد چہارم، لقمان، حاشیہ ۶۳۔ الاحزاب، حاشیہ ۱۱۶۔ سبا، حواشی ۵۔۴۸۔ یٰس، حاشیہ ۴۵)۔

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾	کہدو کہ بس اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور بس میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں کھول کھول کر۔ *36	26. Say: "The knowledge is only with Allah, and I am only to warn openly." *36

*36 That is, this I know that it will certainly come, and knowing this much only is enough for warning the people before its actual occurrence. As for the question when it will actually come, the knowledge of it is with Allah, not with me, and there is no need of this knowledge for administering the warning. This can be better understood by an example. As to the exact time when a person will die, it is only known to Allah; however, all know that everyone has to die one day. Our this knowledge is enough that we may warn a heedless friend of ours that he should look after himself and his interests before death. For this warning it is not necessary to know the exact day on which he will die.

*36یعنی یہ تو مجھے معلوم ہے کہ وہ ضرور آئے گی، اور لوگوں کو اس کی آمد سے پہلے خبردار کر دینے کے لیے یہی جاننا کافی ہے ۔ رہی یہ بات کہ وہ کب آئے گی، تو اس کا علم اللہ کو ہے ، مجھے نہیں ہے، اور خبردار کرنے کے لیے اس علم کی کوئی حاجت نہیں۔ اس معاملہ کو ایک مثال سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے ۔ یہ بات کہ کون شخص کب مرے گا، اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ البتہ یہ ہمیں معلوم ہے کہ ہر شخص کو ایک دن مرنا ہے ۔ ہمارا یہ علم اس بات کے لیے کافی ہے کہ ہم اپنے کسی غیر محتاط دوست کو یہ تنبیہ کریں کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے مفاد کی حفاظت کا انتظام کر لے۔ اس تنبیہ کے لیے یہ جاننا ضروری نہیں ہے کہ وہ کس روز مرے گا۔

27. Then, when they will see it approaching, distressed shall be the faces of those who disbelieved, *37	سو جب وہ دیکھ لیں گے اسکو کہ قریب آگیا تو بگڑ جائیں گے چہرے ان لوگوں کے جنہوں نے کفر کیا *37اور کہا جائے گا یہ ہے وہی	فَلَمَّا رَاَوۡهُ زُلۡفَةً سِيۡٓـئَتۡ وُجُوۡهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَ قِيۡلَ هٰذَا الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ

and will be said: "This is what you were calling for."	تم تھے جسکے طلبگار۔	تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾

*37 That is, they will be in the same agony as is suffered by the criminal who is being taken to the gallows.

37*یعنی ان کا وہی حال ہو گا جو پھانسی کے تختہ کی طرف لے جائے جانے والے کسی مجرم کا ہوتا ہے۔

28. Say: "Have you ever considered, if Allah should destroy me and those with me, or should bestow mercy upon us, who then will save the disbelievers from the painful punishment." *38	کہدو بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہلاک کر دے مجھ کو اور وہ جو میرے ساتھ ہیں یا ہم پر مہربانی کرے۔ تو کون ہے جو پناہ دے گا کافروں کو اس سے جو دکھ دینے والا عذاب ہے۔ *38	قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾

*38 When the Prophet (peace be upon him) started his mission in Makkah and the members of the different clans of Quraish began to embrace Islam, the people of every house started cursing him and his companions. They started practicing magic and charms on him to cause his death, even devising plots to kill him. At this, it was said: Say to them: what will it profit you whether we perish or we live by the grace of God? You should worry for yourselves as to how you will save yourselves from the punishment of Allah?

38*مکہ معظمہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا آغاز ہوا اور قریش کے مختلف خاندانوں

سے تعلق رکھنے والے افراد نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا تو گھر گھر حضورؐ اور آپ کے ساتھیوں کو بد دعائیں
دی جانے لگیں۔ جادو ٹونے کیے جانے لگے تاکہ آپ ہلاک ہو جائیں۔ حتیٰ کہ قتل کے منصوبے بھی سوچے
جانے لگے۔ اس پر یہ فرمایا گیا کہ ان سے کہو، خواہ ہم ہلاک ہوں یا خدا کے فضل سے زندہ رہیں، اس سے
تمہیں کیا حاصل ہو گا؟ تم اپنی فکر کرو کہ خدا کے عذاب سے تم کیسے بچو گے۔

29. Say: "He is the Beneficent, we have believed in Him, and upon Him have we put our trust. *39 So soon you shall know who is it in clear error."	کہدو کہ وہ رحمٰن ہے ہم ایمان لائے اسپر اور اسی پر بھروسا رکھتے ہیں *39۔ پس تمکو جلد معلوم ہو جائے گا کون ہے جو کھلی گمراہی میں ہے۔	قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾

*39 That is, we have believed in God, and you are denying Him; we have put our trust in Him, and you have put your trust in yourself, your own resources and false deities besides Allah; therefore, only we deserve to be shown mercy by Allah, not you.

*39 یعنی ہم خدا پر ایمان لائے ہیں اور تم اس سے انکار کر رہے ہو ہمارا بھروسہ خدا پر ہے اور تمہارا اپنے جتھوں
اور اپنے وسائل اور اپنے معبودانِ غیر اللہ پر۔ اس لیے خدا کی رحمت کے مستحق ہم ہو سکتے ہیں نہ کہ تم۔

30. Say: "Have you considered if it happens that your water should sink down then who would bring you the clean	کہدو بھلا دیکھو تو اگر ہو جائے تمہارا پانی نیچے اترا ہوا تو کون ہے جو لے آئے تمہارے لئے صاف بہتا ہوا پانی۔ *40	قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿٣٠﴾

flowing water.” *40

*40 That is, does anyone else another beside Allah have the power to restore these springs of water to you? If none else has this power, and you know well that none has it, then who is worthy of worship: God or your false deities, who do not have the power to restore them? Then ask your own selves as to who is misled and misguided, those who believe in One God or those who believe in many gods.

40*یعنی کیا خدا کے سوا کسی میں یہ طاقت ہے کہ ان چشموں کو پھر سے جاری کر دے؟ اگر نہیں ہے ، اور تم جانتے ہو کہ نہیں ہے ، تو پھر عبادت کا مستحق خدا ہے ، یا تمہارے وہ معبود جو اُنہیں جاری کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتے؟ اس کے بعد تم خود اپنے ضمیر سے پوچھو کہ گمراہ خدائے واحد کو ماننے والے ہیں یا وہ جو شرک کر رہے ہیں؟